لاحقے

لاحقہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی چیز کے آخر میں آ کر ملنا۔ لاحقے لاحقہ کی جمع ہے۔ اردو زبان میں بڑی تعداد ایسے الفاظ کی ہے جن کے آخر میں لاحقہ لگا کر انھیں اسم صفت بنا دیا جاتا ہے۔ جیسے :

لفظ	معنی	مثال
آرا	سنوارنا (آراستن)	جہاں آرا، صف آرا، معرکہ آرا، بزم آرا
افروز	روشن کرنا	دل افروز، رونق افروز، جلوہ افروز
افزا	بڑھانے والا	روح افزا، فرحت افزا، رونق افزا
انداز	ڈالنا (انداختن)	خلل انداز، رخنہ انداز، نظر انداز، تیر انداز
باز	کھیلنا (باختن)	آتش باز، دھوکا باز، دغا باز، پتنگ باز
بار	بوجھ (فارسی)	گراں بار، زیر بار، مشک بار، گہر بار، سنگ بار
بان	محافظ	باغبان، دربان، نگہبان
وان	چلانے والا	گاڑی وان
بخش	بخشنے والا (فارسی)	صحت بخش، راحت بخش، فرحت بخش، حوصلہ بخش
بر	لے جانے والا (ف)	نامہ بر، پیام بر، پیغمبر، دل بر، راہ بر
بند	باندھنے والا (بستن)	کمر بند، ازار بند، ہتھیار بند، تہہ بند
پن	رکھنے والا (ہندی)	لڑکپن، بچپن، بانکپن، بھولا پن
پوش	پہننے والا (پوشیدن)	پلنگ پوش، پاپوش، کفن پوش، سیاہ پوش، سفید پوش
تر	بڑھانے والا	بہتر، خوشتر، کمتر، برتر، بدتر
ترین	زیادہ بڑھانے والا	بہترین، خوب ترین، کم ترین، بدترین
چہ	علامتِ تصغیر (فارسی)	باغیچہ، صندوقچہ، دیگچہ، روزنامچہ، دریچہ
خانہ	مکان (اسم ظرف)	پاگل خانہ، قید خانہ، کارخانہ، چھاپا خانہ، باورچی خانہ، مے خانہ، عجائب خانہ

خوار	کھانا (خوردن)	نمک خوار، خون خوار، شیر خوار، مے خوار
خواں	پڑھنا (خواندن)	قرآن خواں، فاتحہ خواں، نعت خواں
خواہ	چاہنا (خواستن)	بدخواہ، تنخواہ، خاطر خواہ، خیر خواہ
خیز	اٹھنا (خاستن)	زر خیز، مردم خیز، تعجب خیز، قیامت خیز، صبح خیز
دار	رکھنا (رکھنا)	چوکی دار، آئینہ دار، آب دار، جمع دار، کرایہ دار
دان	مکان (اسم ظرف)	قلم دان، روشن دان، پان دان، سرمہ دان، نمک دان، خاک دان، شمع دان
داں	جاننے والا (فارسی)	قدر داں، حساب داں، قانون داں، نکتہ داں، راز داں
دہ	دینے ولا (دادن)	جواب دہ، تکلیف دہ، آرام دہ
رساں	پہنچانے والا (رسانیدن)	خبر رساں، فیض رساں، روزی رساں، ضرر رساں، پیغام رساں
ریز	بہانے والا	خوں ریز، لب ریز، رنگ ریز، عرق ریز
زار	انبوہ، ڈھیر	لالہ زار، گل زار، سبزہ زار، مرغ زار، ریگ زار
زدہ	مارنا (زدن)	مصیبت زدہ، قحط زدہ، آفت زدہ
زن	مارنا (زدن)	شمشیر زن، خندہ زن، نقب زن
ساز	بنانے والا (ساختن)	دوا ساز، قانون ساز، چارہ ساز، رنگ ساز، عہد ساز
ستاں	جگہ (فارسی)	ہندستاں، پرستاں، گلستاں، بوستاں
سرا	گانا (سرائیدن)	نغمہ سرا، زمزمہ سرا، نکتہ سرا، نوحہ سرا
شکن	توڑنا (شکستن)	حوصلہ شکن، بت شکن، قانون شکن
طلب	چاہنا (طلبیدن)	آرام طلب، غور طلب، تحقیق طلب
فروش	بیچنا (فروختن)	عطر فروش، کتب فروش
کدہ	گھر (فارسی)	مے کدہ، ماتم کدہ، عشرت کدہ، نعمت کدہ
کار	کام (فارسی)	بے کار، کاشت کار، دست کار
گار	فاعلی (فارسی)	پرہیز گار، طلب گار، خدمت گار
گاہ	جگہ (فارسی)	عید گاہ، درس گاہ، تعلیم گاہ، دست گاہ، چراگاہ، سیر گاہ

محاورات

تعریف : محاورہ الفاظ کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جو فعل سے مل کر اپنے لغوی معنی کے بجائے مجازی معنی میں مستعمل ہو۔

جیسے : آنکھ لگنا، یا آنکھوں سے لگا رکھنا۔ آنکھ لگنا یعنی سو جانا اور آنکھوں سے لگا رکھنا یعنی بہت پیار کرنا، ہمیشہ کلیجے سے لگائے رکھنا۔ جیسے کسی شاعر نے کہا : آنکھوں سے لگا رکھی ہے تصویر تمھاری۔

محاوروں کے استعمال سے زبان و بیان میں خوب صورتی پیدا ہوتی ہے۔

محاورات	معنی	جملے میں استعمال
اپنا الّو سیدھا کرنا	مطلب نکالنا	آج کل قوم کے رہنما اپنا الّو سیدھا کرنے میں لگے ہیں۔
آستین چڑھانا	لڑنے کو تیار ہونا	وہ تو ذرا ذرا سی بات پر آستین چڑھائے پھرتا ہے۔
کلیجہ منہ کو آنا	بہت رنجیدہ ہونا	اس کی تکلیف دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔
ہاتھ پانو مارنا	کوشش کرنا	ملازمت کے لیے بہت ہاتھ پانو مارنے کے بعد کامیابی کی صورت پیدا ہوئی۔
ہاتھ دھو کے پیچھے پڑنا	کسی کی خرابی کے درپے ہونا	وہ ہاتھ دھو کے ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔
ہتھیلی پر سرسوں جمانا	نہایت عجوبہ کام کرنا	تم نے خوب ہتھیلی پر سرسوں جمائی ہے دوست چار دن پڑھ کر امتحان پاس کر لیا۔
آنکھیں پتھرانا	قریبِ مرگ ہونا، بہت انتظار کرنا	اس سنگ دل کی وعدہ خلافی تو دیکھیے۔ پتھرا گئی ہیں آنکھیں مری انتظار سے
آنکھیں چار ہونا	آمنا سامنا ہونا، نظر سے نظر ملنا	جب آنکھیں چار ہوتی ہیں، مروّت آ ہی جاتی ہے
آنکھوں کا تارا ہونا	بہت پیارا ہونا	بیٹا باپ کی آنکھوں کا تارا ہوتا ہے۔
آنکھ کھلی کی کھلی رہ جانا	حیران ہونا	یکا یک جو برق آ کے چمکی عرب کی۔ کھلی کی کھلی رہ گئی آنکھ سب کی
ناکوں چنے چبوانا	حیران کر دینا، پریشان کرنا	چیونٹی کو حقیر نہ سمجھنا کبھی، ہاتھی کو چبوا دیتی ہے ناکوں چنے۔
ناک میں دَم کرنا	پریشان کرنا	پوچھتے کیا ہو نالۂ غم کا۔ ناک میں دم کیا ہے عالم کا

سر آنکھوں پر ہونا	بہ سر و چشم منظور ہونا	تمھاری بات سر آنکھوں پر، میں یہ کام ضرور کروں گا
سر سے کفن باندھنا	مرنے کے لیے تیار ہونا	آج واں سر سے کفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں
		عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا (غالب)
سر ہتھیلی پر لیے پھرنا	مرنے کے لیے تیار ہونا	موت کا ڈر کسے ہے اے قاتل۔ سر ہتھیلی پہ لیے پھرتا ہوں
پانچوں انگلیاں گھی میں	ہر طرح سے فائدہ	اب تو آپ کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں،
		اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے
کان میں تیل ڈال کر بیٹھنا	بے پرواہونا	تم کان میں تیل ڈال کر بیٹھے رہو گے؛ میری بات نہ سنو گے۔
بال بال بچنا۔	خطرے سے قریب آ کے بچنا	ارے وہ تو ٹرین کی زد میں آ گیا تھا لیکن قسمت نے یاوری کی اور وہ بال بال بچ گیا۔
پانو تلے سے زمین نکلنا	ہوش اڑنا	امتحان میں ناکامیابی کی خبر سن کر اس کے پانو تلے سے زمین نکل گئی۔
سینے پر سانپ لوٹنا	عداوت کرنا، حسد، جلن	لوٹتے ہیں سانپ سینے پر امیرؔ۔ دیکھ کر فرقت کی شب کالی گھٹا امیرؔ
اپنے پانو پر کلھاڑی مارنا	اپنی حرکت سے اپنا نقصان کرنا	تم امتحان کی اچھی تیاری نہ کر کے اپنے پانو پر آپ کلھاڑی مار رہے ہو۔
آسمان پر دماغ ہونا	بہت غرور کرنا	اسے ملازمت کیا ملی کہ آسمان پر دماغ ہو گیا۔
آفتاب کو چراغ دکھانا	تجربہ کار کو عقل بتانا	اقبال کے مقابلے میں دوسرے شاعروں کا نام لینا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔

محاورات	معانی
آستین چڑھانا	لڑنے کو تیار ہونا
اینٹ سے اینٹ بجانا	تباہ و برباد کرنا
بال بیکا ہونا	نقصان ہونا
پتھر کی لکیر ہونا	بات پر اٹل رہنا
پھولے نہ سمانا	بہت خوش ہونا
جان کے لالے پڑنا	مصیبت میں پھنسنا
چادر دیکھ کر پانو پھیلانا	آمدنی کے مطابق خرچ کرنا
حرف آنا	بدنامی ہونا
خون کا گھونٹ پینا	غصّے کو برداشت کرنا
دانت کاٹی روٹی کھانا	بہت گہری دوستی ہونا
رال ٹپکنا	لالچ کرنا
طوطی بولنا	شہرت ہونا
کان بھرنا	شکایت کرنا
گھی کے چراغ جلانا	خوشی منانا
نو دو گیارہ ہونا	بھاگ جانا
لوہے کے چنے چبانا	سخت محنت کرنا
مٹھی گرم کرنا	رشوت دینا
منہ سے پھول جھڑنا	خوش کلام ہونا
اینٹ سے اینٹ بجا دینا	برباد کر دینا

محاورات	معانی
آگ بگولہ ہونا	بہت خفا ہونا، غصّہ کرنا
بغلیں بجانا	خوشی منانا
پانی پانی ہونا	شرمندہ ہونا
پگڑی اچھالنا	بدنام کرنا، بے عزّت کرنا
ٹیڑھی کھیر ہونا	مشکل کام ہونا
جنگل میں منگل ہونا	ویران جگہ پر چہل پہل ہونا
چار چاند لگنا	خوب صورتی یا خوبی میں اضافہ ہونا
خون کا پیاسا ہونا	جانی دشمن ہونا
خاک چھاننا	بے فایدہ کوشش کرنا
دانت کھٹے کرنا	شکست دینا
رونگٹے کھڑے ہونا	خوف زدہ ہونا
آگ میں تیل ڈالنا	غصّہ کو بڑھانا
کافور ہونا	غائب ہونا
گھڑوں پانی پڑنا	بہت شرمندہ ہونا
لال پیلا ہونا	خفا ہونا، غصّہ ہونا
لالے پڑنا	مصیبت میں پھنسنا
منہ کی کھانا	شکست کھانا
ناک بھوں چڑھانا	بُرا لگنا
ہاتھ پیلے کرنا	شادی کرنا

ضرب الامثال

(کہاوتیں)

ضرب الامثال یا کہاوتیں کسی زبان کا اہم سرمایہ ہوتی ہیں۔ اردو میں ان کا ایک وقیع سرمایہ موجود ہے۔

ضرب الامثال کے عقب میں کوئی قصہ، تاریخی واقعہ اور عام مشاہدہ کے علاوہ سماجی اور ثقافتی مظاہر پوشیدہ ہوتے ہیں، ان میں انسانی زندگی کی حقیقتیں دلچسپ، انوکھے اور سبق آموز انداز میں اپنی جھلکیاں دکھاتی ہیں۔

ضرب الامثال	معنی
اونٹ کے گلے میں بلّی	سخت شرط، بے میل رشتہ، ایک چیز کے ساتھ دوسری بھی ناچار گلے پڑنا
اندھیر نگری چوپٹ راجا	جہاں حاکم کی بے پروائی سے افراتفری مچی ہوئی ہو
جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم	غیرت مند اور تکلف والے ہمیشہ نقصان میں رہتے ہیں
جس نے کی بے حیائی اس نے کھائی دودھ ملائی	بے حیائی سے آسایشیں حاصل ہو جاتی ہیں
چور کی داڑھی میں تنکا	عیب دار اپنی حرکت سے پہچانا جاتا ہے
داتا دان دے، بھنڈاری کا پیٹ پھٹے	سخی سخاوت کرے لیکن بخیل تکلیف میں مبتلا ہے کہ کیوں اتنا خرچ کیا جا رہا ہے؟
دودھ کا دودھ پانی کا پانی	پورا پورا انصاف
دستار اور گفتار اپنے ہی کام آتی ہے	اپنی صلاحیت ہی ضرورت پر کام آتی ہے
دال میں کچھ کالا ہے	کوئی راز ہے، کوئی سبب ہے، کوئی مشتبہ امر ہے
دیکھیے اونٹ کس کل بیٹھے	معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے، انجام کیا ہوتا ہے، اس کا اندازہ نہیں
روپے کو روپیا کماتا ہے	روپیا خرچ کرنے سے اور روپیا وصول ہوتا ہے۔
رہیں جھونپڑوں میں خواب دیکھیں محلوں کا	مفلسی میں تونگری کی امنگ کرنے والوں کی نسبت طنزاً بولتے ہیں
سانچ کہے سو مارا جائے، جھوٹ کہے سولڈو کھائے	سچ کہنے والے کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جھوٹا مزے اڑاتا ہے۔
شوربا حلال، بوٹی حرام	اس موقعے پر بولتے ہیں جب کوئی شخص کسی حرام چیز کا ایک حصہ کھانے کے لیے، کھانے کا زبردستی جواز پیدا کرلے اور باقی یوں ہی چھوڑ دے

کمائیں خان خاناں، اڑائیں میاں فہیم	کمائے کوئی اور لٹائے کوئی
	دوسرے کے مال پر گل چھرّے اُڑانے والے کی نسبت بولتے ہیں
کنواں بیچا ہے کنویں کا پانی نہیں بیچا	فضول تکرار کرنا، ناجائز شرط لگانا
مرغے کی ایک ہی ٹانگ	کسی بے جا بات پر اَڑ جانا
وہ دن گئے کہ خلیل خاں فاختہ اُڑایا کرتے تھے	اقبال کے دن گئے، بہتر زمانہ گزر گیا
اونچی دکان پھیکا پکوان	صرف شہرت ہی شہرت، اصلیت کچھ بھی نہیں
آدھا تیتر آدھا بٹیر	کسی ایسے جوڑ کو لگانا جو میل نہ کھاتا ہو
اب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت	وقت گزرنے کے بعد افسوس کرنا بے کار ہے
الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے	خود غلطی پر ہو مگر دوسروں پر رعب جمائے
ایک پنتھ دو کاج	ایک کام کے ساتھ کئی کام نکالنا
ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا	پہلے ہی بگڑا ہوا تھا مزید یہ کہ بروں کی صحبت مل گئی
آم کے آم گٹھلیوں کے دام	ایک چیز سے دہرا فایدہ اٹھانا
اونٹ کے منہ میں زیرا	ضرورت کے لحاظ سے بہت کم ملنا

کچھ مخصوص الفاظ اور ان کا باہمی فرق

(بہ اعتبار معنیٰ)

اردو میں ایسے الفاظ کی کمی نہیں جو بہ طور مترادفات (ہم معنیٰ) استعمال ہوتے ہیں مگر معنوی اعتبار سے ان دونوں الفاظ کے درمیان کچھ فرق ضرور ہے۔

۱۔ حَسَب ونَسَب : ماں کی طرف سے خاندانی رشتہ جوڑنے کو حسب اور باپ کی طرف سے خاندانی تعلّق پیدا کرنے کو نسب کہتے ہیں۔

۲۔ رنج وغم : کسی واقعہ پر معمولی فکر کو رنج اور شدید قسم کی فکر کو غم کہتے ہیں۔ مثلاً : نسیم کے برتاو سے رنج ہوا۔ خالد کے انتقال پر غم۔

۳۔ رشک وحسد : کسی کی ترقی کو دیکھ کر جلنا اور اس کی بربادی وزوال کا خواست گار ہونا حسد اور اپنی محنت سے اس جیسا بننے کی

خواہش رشک۔ حسد کرنے والے کو حاسد کہتے ہیں۔ حسد بری اور رشک عمدہ صفت ہے۔

۴۔ ہدیہ اور تحفہ : ہدیہ میں دی جانے والی چیز کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قیمتی اور اعلا درجے کی ہو مگر تحفہ کے لیے گراں قدر چیز کا تصوّر ہوتا ہے۔

۵۔ برف اور یخ : ٹھنڈے علاقوں میں سخت سردی کے باعث آسمان سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کی جو سویاں سی گرتی ہیں، انھیں برف اور پانی کے قطرے جب سخت سردی کی بنا پر جم کر موٹی تہ بنا لیتے ہیں تو وہ یخ کہلاتے ہیں۔

۶۔ عزم اور قصد : کسی کام کے شروع کرنے کے ارادہ کو عزم اور جب ارادے کے ساتھ عمل بھی شامل ہو جائے تو وہ قصد کہلاتا ہے۔

۷۔ سہو اور خطا : جو غلطی بھول چوک سے ہو جائے وہ سہو اور جس میں ارادے کا دخل ہو اس کو خطا کہتے ہیں۔

۸۔ وعدہ اور وعید : زمانہ مستقبل میں کسی طرح کی خوش خبری دینے کو وعدہ اور اذیت اور بری خبر دینے کو وعید کہتے ہیں۔ قرآن میں جنّت کی بشارت کا وعدہ اور دوزخ کا خوف دلانا وعید ہے۔

۹۔ تعلیم و تربیت : اگر جان کاری علم کے ذریعہ ہو تو وہ تعلیم اور حاصل کردہ تعلیم پر عمل کا نام تربیت ہے۔

۱۰۔ مکان اور گھر : عام مکان کو مکان اور گھر اپنے گھر کے لیے بولا جاتا ہے۔ جیسے: (۱) اس بستی کے سب مکانات عمدہ ہیں (۲) اسکول میں چھٹی ہوئی اور بچّے اپنے اپنے گھر چلے۔ مکان میں تکلّف اور گھر میں اپنائیت کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ افتخار عارفؔ کا یہ شعر پڑھیے :

مرے خدا مجھے اتنا تو معتبر کر دے
میں جس مکان میں رہتا ہوں، اس کو گھر کر دے

۱۱۔ تصنیف و تالیف : کتاب کو از خود لکھنا تصنیف اور دوسروں کی کتابوں کے منتخب حصّے کو یکجا کرنے کو تالیف کہتے ہیں۔

۱۲۔ نصیحت اور وصیّت : روز مرّہ کی زندگی میں ہدایت اور تنبیہ کو نصیحت اور بہ وقت موت کسی خاص امر کی بابت ہدایت کرنے کو وصیّت کہتے ہیں۔

۱۳۔ تعزیت اور عیادت : کسی مریض کی مزاج پرسی کے لیے جانا عیادت اور موت کی خبر سن کر پس ماندگان کو تسکین دلانے کو جانا تعزیت کہتے ہیں۔

مختلف الفاظ کی جگہ ایک لفظ

اردو زبان میں ایسے الفاظ بہ کثرت موجود ہیں جو کئی لفظوں میں کہی جانے والی بات کو ایک لفظ میں ادا کر دیتے ہیں، اس طرح تحریر و تقریر میں اختصار پیدا ہوتا ہے۔

آگ کی پوجا کرنے والا	آتش پرست	وہ غیر مسلم جو اسلامی حکومت میں رہے اور جزیہ دے	ذمی
وہ پہاڑ جو آگ اگلتا ہو	آتش فشاں	حضرت علی کی تلوار کا نام	ذوالفقار
وہ شخص جو حضرت علی کی نسل سے ہو	علوی	تماشا دکھانے والا	بازی گر
وہ جنگ جس میں حضورؐ شریک ہوئے	غزوہ	خواہشات نفسانی کا دیوانہ	بوالہوس
رزق دینے والا	رازق/رزّاق	وہ چیز جو انسان چھوڑ کر گزر جائے	ترکہ
دوپہر کا کھانا	ظہرانہ	دوپہر کے کھانے کے بعد آرام کرنا	قیلولہ
مرنے والے کے متعلقین سے اظہار ہمدردی۔ تعزیت		وہ مرغ جو ہوا کا رخ بتاتا ہے	مرغ بادنما
بیمار کی دیکھ ریکھ کرنے والا	تیماردار	گود لیا بچہ	متبنّٰی
تیرنے والا	تیراک	علمِ حدیث کا جانے والا	محدّث
وہ جگہ جہاں سکّے ڈھالے جاتے ہیں	ٹکسال	ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے والا	مترجّم
آلے سے چیر پھاڑ کرنے والا	جرّاح	وہ عورت جو عورتوں کا بناؤ سنگار کرے	مشّاطہ
وہ ملازم جو کھانا پکانے پر مامور ہو	باورچی/خانساماں	فوجی سردار کا وہ لشکر جو فوج کے آگے چلے	ہَراول، مقدمۃ الجیش
خیمہ بنانے والا	خیّام	جس کا باپ مر گیا ہو	یتیم
امتحان لینے والا	مُمتَحِن	جس کے ماں باپ دونوں مر گئے ہوں	یسیر
امتحان دینے والا	مُمتَحَن		

متروک الفاظ

متروک کے معنی ہیں ترک کیا ہوا۔ متروک ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جن کا استعمال موجودہ زمانے میں نہیں ہوتا۔

زبان کی جیسے جیسے ترقّی ہوتی جاتی ہے، الفاظ اور ان کے طریقِ استعمال میں بھی ضرورت کے مطابق تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ یہ زبان کے فروغ کا عمومی سلسلہ ہے۔ آج ہم جن الفاظ اور تراکیب کو استعمال میں لا رہے ہیں، ممکن ہے، ان میں سے بعض آنے والے دنوں میں متروک ہو جائیں اور ان کی جگہ دوسرے الفاظ یا تراکیب چلن میں آ جائیں۔

الفاظِ متروک	الفاظِ فصیح	الفاظِ متروک	الفاظِ فصیح	الفاظِ متروک	الفاظِ فصیح	الفاظِ متروک	الفاظِ فصیح
آگوں	آگے	اُور	طرف	ایدھر	ادھر	اودھر	ادھر
اس کنے	اس کے یہاں	تلک	تک	دراصل میں	دراصل	تجھ سوا	تیرے سوا
جاگہ	جگہ	خرابا پھیلنا	خرابی پھیلنا	کرے ہے	کرتا ہے	دیوے	دے
رہے ہے	رہتا ہے	لوہو	لہو	لگے ہے	لگتا ہے	ستی، سیتی	سے
ایکوں	ایک	اسی نمط	اسی طرح	انھوں کا	ان لوگوں کا	بن	بغیر
بہتیاں ہیں	بہتی ہیں	تجھ تئیں	تجھ کو	تنک	ذرا	تجھ سوا	تیرے سوا
جوں ایندھن	ایندھن کی طرح	کے تئیں	کو	کبھو	کبھی	مجھ	مجھ سے، میرے
پرے	الگ	پھن	پھر	تدھر	اُدھر	ٹک	ذرا
کسو	کسی	دیویں	دے	لاگا	لگا	لے ہے	لیتا ہے
حیرانگی	حیرانی	اہل ہنود	ہنود	وارداتیں	واردات	بلاضرورت	بے ضرورت
قریب المرگ	قریبِ مرگ	برائے مہربانی	بہ راہِ مہربانی				

زبان و بیان کی غلطیاں اور ان کی اصلاح

جملوں کو صحیح ڈھنگ سے لکھنے کے لیے اصول و ضوابط کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ اس کے لیے حسب ذیل اصول پر عمل کرنا ہوگا۔

۱۔ جملے کی ترکیب میں فاعل، مفعول اور فعل کی ترتیب لازمی ہے۔ جیسے :

طلبہ کتاب پڑھ رہے ہیں۔ (صحیح ہے) کتاب طلبہ پڑھ رہے ہیں (غلط ہے)

۲۔ فاعل یا مفعول کی تذکیر و تانیث کا خیال رکھتے ہوئے فعل کا استعمال کرنا چاہیے۔

۳۔ فاعل واحد ہے تو فعل بھی واحد، فاعل جمع ہے تو فعل بھی جمع لایا جائے۔ بہ استثنائے چند۔ جیسے :

(الف) لڑکا فٹ بال کھیل رہا ہے۔

(ب) لڑکے فٹ بال کھیل رہے ہیں۔

(ج) لڑکی سڑک پر چل رہی ہے۔

(د) لڑکیاں سڑک پر چل رہی ہیں۔

مگر اپنے سے بڑوں کے لیے ادب و لحاظ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فاعل واحد رہنے کے باوجود فعل جمع لایا جاتا ہے۔ مثلاً :

(الف) میرے والد گھر پر آئے (ب) وائس چانسلر صاحب آئے (ج) والدہ کھانا پکا رہی ہیں۔

۴۔ بات کرنے والا اگر جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے اور خود مونث ہے تو بھی اسے فعل مونث کے بجائے فعل مذکر استعمال کرنا ہوگا۔ مثلاً : استانیوں نے کہا، ''ہم ابھی آتے ہیں'' ملکہ نے غصّے میں کہا : ''ہم تم کو حکم دیتے ہیں''۔

۵۔ 'و' فارسی اور عربی زبان کا حرف عطف ہے۔ اس لیے وہی الفاظ 'و' کے ذریعہ جوڑے جاسکتے ہیں جو فارسی یا عربی زبان کے ہوں۔ مثلاً شب و روز، حمد و ثنا وغیرہ۔ ہندی الفاظ 'و' کے ذریعہ نہ جوڑے جائیں۔ مثلاً : بھدّا اونچا نیچا۔ انھیں اس طرح لکھا جائے۔ بھدّا اور ٹھگنا، اونچا اور نیچا۔

۶۔ جب تینوں ضمیریں اکٹھی ہوں تو پہلے متکلم پھر حاضر آخر میں غائب کی ضمیر استعمال کریں۔ مثلاً : میں، آپ اور وہ پٹنہ ضرور چلیں گے۔

۷۔ عام طور پر تقریر و تحریر میں مندرجہ ذیل قسم کے اغلاط پائے جاتے ہیں۔

(الف) غلط لفظوں کا استعمال (ب) تذکیر و تانیث کی غلطی

(ج) فعل کے استعمال کی غلطی (د) محاورے کی غلطی

(ہ) ضرب الامثال کا غلط استعمال وغیرہ

غلط جملے	صحیح جملے	وجہ صحت و درستگی
۱- احمد نے بولا۔	احمد بولا۔ احمد نے کہا۔	بولنا کے ساتھ عموماً فاعل بغیر علامت لیے آتا ہے۔ لیکن غلطی سے بعض لوگ علامت جوڑ دیتے ہیں علامت مفعول کا استعمال غیر ضروری ہے۔
۲- آپ کی خیریت نیک مطلوب چاہتا ہوں۔	آپ کی خیریت نیک مطلوب ہے۔	مطلوب اور چاہنا کا مطلب ایک ہے۔ اس لیے ان میں سے کوئی ایک ہی لفظ کا استعمال کرنا چاہیے۔
۳- ہر امراض کا علاج ہوسکتا ہے۔	ہر مرض کا علاج ہوسکتا ہے۔	ہر کے بعد جمع کا صیغہ نہیں آتا ہے۔
۴- یہ تو آئے روز کا جھگڑا ہو گیا۔	یہ تو آئے دن کا جھگڑا ہو گیا۔	آئے لفظ ہندی ہے اور روز فارسی، اس لیے دن کا استعمال صحیح ہے۔ 'آئے دن' صحیح روزمرّہ ہے۔
۵- عورتیں کہتی ہیں کہ ہم آئیں تھیں۔	عورتیں کہتی ہیں کہ ہم آئے تھے۔	اہل لکھنؤ جمع متکلم کا صیغہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے یکساں لاتے ہیں۔
۶- اولیاؤں اور انبیاؤں نے فرمایا۔	اولیا و انبیا نے فرمایا۔	ولی کی جمع اولیا اور نبی کی جمع انبیا ہے۔ اس کی جمع ''وں'' کے ساتھ مزید کیوں بنائیں۔
۷- اہل ہنود مسلمانوں سے بڑھ گئے۔	ہندو مسلمانوں سے بڑھ گئے۔	اہل ہنود غلط ہے۔ ہندو واحد اور جمع دونوں ہے۔
۸- بلا ضرورت کوئی چیز نہیں خریدو۔	بے ضرورت کوئی چیز نہ خریدو۔	بلا غلط ہے۔ صرف 'بے' ہونا چاہیے۔ نہیں کے بجائے نہ۔
۹- آج کل جھوٹ زیادہ کہا جاتا ہے۔	آج کل جھوٹ زیادہ بولا جاتا ہے۔	صحیح روزمرّہ 'جھوٹ بولا جانا' ہے۔
۱۰- مریض قریب المرگ ہے۔	مریض قریب مرگ ہے۔	مرگ فارسی ہے۔ الف لام عربی الفاظ کے ساتھ مخصوص ہے۔
۱۱- نو ماہی امتحان ختم ہو چکا۔	نہ ماہی امتحان ختم ہو چکا۔	نو اردو ہے اور ماہ فارسی۔ اس لیے نہ صحیح ہے۔
۱۲- تجھ کو کیا کہوں مجھ کو شرم آتی ہے۔	تجھے کیا کہوں، مجھے شرم آتی ہے۔	تجھ کو مجھ کو لکھنا فصیح نہیں۔
۱۳- وہ عورت بڑی لڑاکی ہے۔	وہ عورت بڑی لڑاکو/لڑاکن ہے۔	لڑاکا مذکر مونث دونوں ہے۔

غلط جملے	صحیح جملے	وجہ صحت و درستگی
۱۴- آپ کا مشکور ہوں۔	آپ کا شکر گزار ہوں۔	یہاں فاعل ہونا چاہیے اور مشکور مفعول ہے، اس لیے شکر گزار صحیح ہے۔
۱۵- برائے مہربانی میری مدد کر دیں۔	بہ راہِ مہربانی میری مدد کر دیں۔	معنوی اعتبار سے بہ راہِ ہونا چاہیے۔
۱۶- میں آپ کا تابع دار ہوں۔	میں آپ کا تابع ہوں۔	تابع تو خود ہی فاعل ہے۔
۱۷- آپ میرے لیے دعا فرماؤ۔	آپ میرے لیے دعا کریں۔	دعا کرنا دعا مانگنا صحیح ہے۔ بڑوں کے لیے کریں صحیح ہے۔
۱۸- اے خدایا تو معاف کر۔	خدایا تو معاف کر دے یا اے خدا تو معاف کر دے۔	دو دفعہ حرف ندا کا استعمال غلط ہے۔
۱۹- جب میری نیند کھلی۔	جب میری آنکھ کھلی۔	نیند ٹوٹنا تو صحیح ہے لیکن آنکھ کھلنا بھی صحیح ہے۔
۲۰- دراصل میں میں نے کوشش نہیں کی۔	دراصل (یا اصل میں) میں نے کوشش ہی نہیں کی۔	در کا معنیٰ میں ہے۔ اس لیے دو میں کا اجتماع غلط مانا جائے گا۔
۲۱- جامِ شراب کا دور چلنے لگا	شراب کا دور چلنے لگا۔	
۲۲- پولس کو دیکھتے ہی چور آٹھ تین گیارہ ہو گئے۔	پولس کو دیکھتے ہی چور نو دو گیارہ ہو گئے۔	صحیح محاورہ نو دو گیارہ ہونا ہے۔
۲۳- میری آمد بہ روز جمعرات کو ہوئی۔	میری آمد بہ روز جمعرات ہوئی یا میری آمد روز جمعرات کو ہوئی۔	
۲۴- طوطی بول رہی ہے۔	طوطی بول رہا ہے۔	
۲۵- بمعہ اہل و عیال تشریف لائیے۔	مع اہل و عیال تشریف لائیے۔	
۲۶- شب برات کی رات ہم نے آتش بازی دیکھی۔	شب برات میں ہم نے آتش بازی دیکھی۔	
۲۷- دشمن میرے سینے پر مونگ دَل رہا ہے۔	دشمن میری چھاتی پر مونگ دَل رہا ہے۔	چھاتی پر مونگ دَلنا محاورہ ہے۔
۲۸- میں نے فرمایا۔	میں نے کہا۔	

غلط جملے	صحیح جملے
۲۹۔ آپ میرے دولت خانے پر آئیں۔	آپ میرے غریب خانے پر آئیں۔
۳۰۔ گلِ روغن کا تیل اچھا ہے۔	گلِ روغن اچھا ہے۔
۳۱۔ اسکول میں لڑکے اور لڑکیاں پڑھتے ہیں۔	اسکول میں لڑکے اور لڑکیاں پڑھتی ہیں۔
۳۲۔ تاج محل سنگ مرمر کے پتھروں سے بنا ہوا ہے۔	تاج محل سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ یا تاج محل مرمر کے پتھروں سے بنا ہوا ہے۔
۳۳۔ وہ بازار سے واپس لوٹ آیا۔	وہ بازار سے لوٹ آیا یا وہ بازار سے واپس آ گیا۔

حصّہ نحو

جملہ

جملہ : لفظوں کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس سے پوری بات معلوم ہو۔ اس کے دو اجزا ہوتے ہیں۔ مسند الیہ، مسند۔

مُسند الیہ : جملے کا پہلا جزو ہے۔ جملے میں یہ کام کرنے والا ہوتا ہے۔ اسے مبتدا بھی کہتے ہیں اور فاعل بھی۔

مُسند : یہ جملے کا دوسرا جزو ہے۔ اس حصّے میں مبتدا یا فاعل کے بارے میں کوئی بات کہی جاتی ہے۔ جیسے :

مُسند الیہ	مُسند
زید	بیمار ہے۔
محمود	گھر سے آیا۔
لڑکے	کتاب پڑھتے ہیں۔

۱۔ جملے کے آخر میں فعل ناقص (ہے، ہیں، ہو، ہوں، تھا، تھے، تھی) تو ایسے جملے کے مسند الیہ کو مبتدا کہتے ہیں۔ اوپر کی مثال (زید بیمار ہے) میں زید مبتدا ہے کیونکہ اس کے آخر میں فعلِ ناقص آیا ہے۔

۲۔ جملے کے آخر میں اگر فعل لازم ہے، تو اس کے مُسند الیہ کو فاعل کہتے ہیں۔

۳۔ مسند کے کئی اجزا ہو سکتے ہیں۔ فعل ناقص والے جملے میں صرف جزو بھی ہو سکتا ہے اور کبھی جزو کے ساتھ متعلق فعل بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے : میں گھر پر ہوں۔ فعل لازم ہونے کی صورت میں مسند کا ایک ہی جزو ہو سکتا ہے یا دو جزو۔ جیسے :

احمد آیا۔ احمد گھر سے کل آیا۔

فعل متعدی ہونے پر مسند کے ایک یا دو جزو ہوں گے۔ مفعول اور متعلق فعل۔ جیسے :

زید کتاب پڑھتا ہے۔ زید دھیرے دھیرے کتاب پڑھتا ہے۔

جملے کی قسمیں

الف : معنیٰ کے اعتبار سے

معنی کے اعتبار سے جملے کی پانچ قسمیں ہیں :

۱۔ خبریہ ۲۔ سوالیہ ۳۔ امریہ ۴۔ استعجابیہ ۵۔ فجائیہ

۱۔ خبریہ : وہ جملہ ہے جس میں کسی کام کے ہونے یا کرنے کی خبر دی جائے یا نہ دی جائے۔ جیسے : احمد کتاب پڑھتا ہے۔ وہ نہیں سوتا ہے۔

۲۔ سوالیہ : وہ جملہ ہے جس میں کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے۔ جیسے : کیا لڑکے اسکول گئے؟ وہ کیوں پڑھتا ہے؟ یہ کیا ہے؟

۳۔ امریہ : وہ جملہ ہے جس سے کسی کام کے کرنے کا حکم معلوم ہو یا کسی کام کے کرنے سے منع کیا جائے۔ جیسے : پانی لاؤ۔ مت کھیلو۔

۴۔ استعجابیہ : وہ جملہ ہے جس میں حیرت اور تعجب کا اظہار کیا جائے۔ جیسے : یہ پھول کتنا خوب صورت ہے! کتنی اچھی بات ہے!

فجائیہ : خوشی یا غم کے موقعے سے جو بے اختیار الفاظ نکلتے ہیں، انھی پر یہ جملہ مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے افسوس! وہ مر گیا! ہائے! وہ ڈوب گیا! واہ محمود کھیل میں جیت گیا!

ب : بناوٹ کے اعتبار سے

بناوٹ کے اعتبار سے جملے کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ جملہ مفرد

۲۔ جملہ مرکّب مطلق

۳۔ جملہ مرکّب ملتّف

۱۔ جملۂ مفرد : یہ وہ جملہ ہے جس میں ایک مسند الیہ اور ایک مسند ہو۔ جیسے :

میں کتاب پڑھتا ہوں۔ شمع روتی ہے۔ آفتاب طلوع ہوا۔

۲۔ جملہ مرکّب مطلق : اس میں دو یا دو سے زیادہ جملے شامل ہوتے ہیں اور انھیں حرف عطف و فعل کے ذریعے جوڑا جاتا ہے لیکن معنوی اعتبار سے ایک جملے کا دوسرے جملے سے کوئی تعلّق نہیں ہوتا۔ جیسے :

پرویز اسکول میں پڑھتا ہے اور اس کی بہن کام کرتی ہے۔

۳۔ جملہ مرکّب ملتّف : اس میں کئی جملے شامل ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک اصل جملہ ہوتا ہے اور دوسرے جملے اس کے ماتحت اور تابع ہوتے ہیں۔ ہر جملے کا معنوی اعتبار سے دوسرے سے تعلّق ہوتا ہے۔ اگر صرف ایک ہی جملہ بولا جائے اور دوسرا جملہ نہیں کہا جائے تو بات پوری نہیں ہوگی۔ جیسے :

میں جیسے ہی گھر سے نکلا، بارش شروع ہوگئی۔

رموزِ اوقاف

نشانِ اوقاف اُن علامتوں کے نام ہیں جو ایک جملے کو دوسرے جملے سے الگ کرتے ہیں۔ کئی بار ایک جملے کے متعدّد حصّوں کو الگ کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں بھی نشان اوقاف کا استعمال ہوتا ہے۔ پڑھنے اور بولنے کے دوران سانس کی ایک عمومی رفتار ہوتی ہے جس کے سبب انسان رُک رُک کر، مناسب ٹھہراو کے ساتھ بولتا ہے۔ اسی لیے موزوں نشانِ اوقاف کے استعمال سے کسی عبارت کو بولتے ہوئے آدمی کو سہولت ہوتی ہے اور معنوی ترسیل میں بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

نمبر شمار	علاماتِ اوقاف	اردو نام	انگریزی نام
۱	،	سکتہ (مختصر ٹھہراو)	Comma
۲	؛	وقفہ (ٹھہراو)	Semi Colon

۳	:	رابطہ	Colon
۴	:-	تفصیلیہ	Colon and Dash
۵	-	ختمہ	Full Stop
۶	!	ندائیہ، فجائیہ	Note of Exclamation
۷	؟	سوالیہ نشان	Sign of Interrogation
۸	-	خط	Dash
۹	-{}-( )-[ ]	قوسین	Brackets
۱۰	” “ ’ ‘	واوین	Inverted Comma

Comma (،) سکتہ

یہ سب سے مختصر وقفے کی علامت ہے۔ درج ذیل مواقع پر اس کا استعمال ہوتا ہے۔

(i) اسما یا ضمائر کے درمیان جو باہم یک دیگر بدل کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ جیسے : خالد، حامد، وسیم، نسیم

(ii) ایک ہی طرح کے تین یا تین سے زائد الفاظ جو ساتھ ساتھ استعمال کیے گئے ہوں۔ جیسے :

(۱) دریا، پہاڑ اور جنگل

(۲) میل، محبت

(۳) دنیا کی تمام جنگیں، زن، زر یا زمین کے لیے ہوئیں۔

(۴) بڑھیا کے مرنے کا غم نہیں، فرشتوں نے گھر دیکھ لیا۔

(۵) 'آگ کا دریا'، قرۃ العین حیدر کا بہترین ناول ہے۔

(۶) (۱) قید میں یعقوب نے لی، گونہ یوسف کی خبر

(۲) لیکن آنکھیں، روزنِ دیوارِ زنداں ہو گئیں

Semi Colon(؛) وقفہ

کئی لفظوں کے درمیان جب سکتہ کی علامت لگی ہو تو کبھی کبھی جملے کے آخری جزو سے پہلے طویل وقفے کی ضرورت محسوس

ہوتی ہے۔ایسے موقعے سے آخری ٹکڑے سے پہلے وقفہ کی علامت لگاتے ہیں۔کسی ایک جملے کے مکمل دو اجزا کے درمیان بھی وقفے کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(۱) احمد آباد، بتیا، مظفر پور؛ ان سب شہروں میں وبا پھوٹ پڑی۔

(۲) جہاں تاب آفتاب، یہ چودھویں کا چاند؛ یہ سب خالقِ کائنات کے حسین کرشمے ہیں۔

(۳) سنو! عالم دو ہیں۔ایک عالمِ ارواح اور ایک عالمِ آب وگل؛

(۴) محمد حسین آزاد کی آبِ حیات، نیرنگِ خیال، دربارِ اکبری؛ شبلی کی موازنہ انیس و دبیر، الفاروق، سیرت النبی؛

(۵) جو جاگے گا، سو پائے گا؛ جو سوئے گا، وہ کھوئے گا۔

رابطہ (:) Colon

اس کا ٹھہراو وقفے سے زیادہ ہوتا ہے۔بڑے جملوں میں جب کسی ایسی بات کی تشریح کرنی ہوتی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہے تو ایسے موقعوں پر ربط کی علامت استعمال کرتے ہیں۔کسی قول کی نقل کرتے ہوئے یا مثال دیتے ہوئے رابطہ کا استعمال ہوتا ہے۔

(۱) کسی کے قول یا کہاوت کی نقل کرنے سے پہلے۔جیسے بزرگوں کا قول ہے :

(۲) مثالوں سے پہلے۔دہلی میں مسلم دورِ حکومت کی بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں : قطب مینار، لال قلعہ

(۳) الفاظ اور اس کے معنی کے درمیان رابطہ کی علامت لاتے ہیں۔سعی پیہم : مسلسل کوشش

(۴) شعر یا مصرع کا حوالہ دینے سے پہلے : حضرت ابھی سے گھبرا گئے : آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

انگریزی کا ایک مقولہ ہے : ہر وہ شے جو چمکتی ہے، سونا نہیں ہوتی

تفصیلیہ (:-) Colon and Dash

حسبِ ذیل مواقع پر استعمال ہوتا ہے۔

(۱) اقتباس یا فہرست کی پیشی کے موقع پر جیسے : مولانا آزاد نے ایک موقعے سے کہا تھا :-

(۲) ایک ہی جملہ میں جب کئی باتیں کہی گئی ہوں۔

ناریل کے فوائد بے شمار ہیں :-اس کا تیل جلاتے ہیں کھانے میں ڈالتے ہیں۔

(۳) کسی اصول یا قاعدے کی مثال تحریر کرتے وقت۔ (۱) صفت وہ کلمہ ہے جس سے کسی اسم کی اچھائی یا برائی کا اظہار ہو۔

ختمہ (۔) Full Stop

(۱) جملے کے خاتمے پر۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔

(۲) انگریزی کے مخففات کے درمیان۔ جیسے : پی۔جی۔ٹی۔، این۔سی۔ای۔آر۔ٹی۔

ندائیہ، فجائیہ Sign of Exclamation

(۱) کسی کو مخاطب کرنے کے وقت۔ اے صاحبو!

(۲) خوشی، غم، حیرت، خوف، نفرت کے موقعے سے۔ مثلاً آہاہا! افسوس! سبحان اللہ! ہائے!

سوالیہ (؟) Sign of Interrogation

۱۔ سوال کے بعد۔ کہاں رہتے ہو؟

خط (–) Long Dash

ختمہ سے بڑی لکیر خط کی ہوتی ہے۔ وضاحت کے سلسلے سے تفصیل بتانے کے لیے خط کا استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی میں طویل جملے کے درمیان ایک مکمّل مختصر جملے کو بہ طور وضاحت شامل کرتے ہوئے خط کا استعمال کرتے ہیں لیکن اردو میں ابھی اس کا چلن عام طور پر نہیں دیکھا جاتا۔ جملۂ معترضہ کے آغاز اور اختتام میں خط کے استعمال سے معنوی الجھاوے سے بچا جا سکتا ہے۔

قوسین ( ) Brackets

(۱) میری گھڑی (جو تم نے شادی کے موقعے پر دی تھی) گم ہو گئی۔

(۲) سجاد ظہیر (اردو کے مشہور افسانہ نگار) کو اکاڈمی ایوارڈ دیا گیا۔

(۳) میں نے دہلی کی تمام تاریخی عمارتوں (علاوہ ہمایوں کا مقبرہ) کی سیر کر لی ہے۔

واوین (“ ” ‘ ’) Inverted Comma

(۱) جب کسی کے قول کو اسی کے الفاظ میں لکھنا ہوتا ہے۔

پنڈت نہرو کا نعرہ تھا ”آرام حرام ہے“

(۲) حالی نے مرزا غالب کو ”حیوانِ ظریف“ کہا ہے۔

(۳) علم عروض کی اصطلاح میں، شعر کے اجزا کو بحر کے ارکان پر وزن کرنے یا کاٹنے کا نام ”تقطیع“ ہے۔

عروض و بلاغت سے متعلّق چند ضروری اصطلاحات

۱۔ حقیقت و مجاز : لفظ جس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو اگر اس سے وہی معنی مراد لیے جائیں تو اسے حقیقت (حقیقی معنی) کہتے ہیں لیکن اگر وہ معنی مراد نہ ہو بلکہ ایسا معنی مراد ہو جس کے لیے اسے وضع نہیں کیا گیا ہے تو اسے مجاز (مجازی) کہتے ہیں۔

۲۔ تشبیہ : کسی مشابہت کے سبب جب ایک چیز کو دوسری چیز سے مشابہ قرار دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

۳۔ استعارہ : جب لفظ اپنے لغوی معنی کو ترک کر کے نئے معنی مستعار لیتا ہو تو اسے استعارہ کہتے ہیں۔

جیسے : کسی بہادر انسان کو دیکھ کر کہا جائے کہ میں نے شیر دیکھا۔

۴۔ کنایہ : کنایہ کے طور پر برتے جانے والے الفاظ اپنے مروّجہ لغوی معنی سے علاحدہ مضمون میں استعمال ہوتے ہیں لیکن اس التزام کے ساتھ کہ ان سے لغوی معنی بھی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ جیسے :

ساقی وہ دے ہمیں کہ ہوں جس کے سبب سے ہم
محفل میں آب و آتش و خورشید ایک جا

۵۔ مجازِ مرسل : لغت میں ہر لفظ کے معنی وضع کیے گئے ہیں لیکن مجازِ مرسل میں لفظ کا استعمال اس کے علاوہ کسی اور معنی میں کیا جاتا ہے اور اس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کے سوا کوئی دوسرا تعلّق ہو۔ مثال :

جب ہاتھ اُس کی نبض پہ رکھا طبیب نے
محسوس یہ کیا کہ بدن میں لگی ہے آگ

۶۔ تضاد (طباق) : کسی کلام میں دو یا زیادہ ایسے معنوں کا یکجا ہونا جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔ مثال :

انجامِ وفا یہ ہے کہ جس نے بھی محبّت میں
مرنے کی دعا مانگی، جینے کی سزا پائی (نشور واحدی)

۷۔ تجاہلِ عارفانہ : کسی چیز کی نسبت باوجود علم کے، اپنی ناواقفیت ظاہر کرنا۔ مثال :

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟ (غالبؔ)

۸۔ حُسنِ تعلیل : کسی چیز کے لیے کوئی ایسی وجہ بیان کرنا جو چاہے واقعی تو نہ ہو مگر اس میں کوئی شاعرانہ جدّت و نزاکت ہو۔ مثال :

بے سبب زلزلہ عالم میں نہیں آتا ہے
کوئی بے تاب تہہِ خاک تڑپتا ہوگا

۹۔ حشو : شعر میں ایسے الفاظ کا آجانا، جو غیر ضروری ہوں، حشو ہے۔ مثال :

روئے آنسو اس قدر ہم ہجر میں
اشک کے طوفاں سے دریا ہو گیا

پہلے مصرعے میں 'آنسو' حشو ہے۔

۱۰۔ لف ونشر مرتّب : پہلے چند چیزیں ایک ترتیب سے بیان کی جائیں اور دوسرے مصرعے میں وہی چیزیں یا اُن کے مناسبات اُسی ترتیب سے درج کیے جائیں۔ مثال :

نہ ہمّت، نہ دل ہے، نہ قسمت، نہ آنکھیں
نہ ڈھونڈا، نہ سمجھا، نہ پایا، نہ دیکھا

۱۱۔ لف ونشر غیر مرتب : کلام میں مناسبات کا ذکر بلا ترتیب ہوتا ہے۔ مثال:

رُخ وجبین ومژہ نیز چشم وابرو کو
سنان وبدر ومہہ ونرگس وہلال لکھا (نظیر اکبر آبادی)

۱۲۔ مبالغہ (غلو، اغراق) : کسی شخص یا چیز کی تعریف (یا مذمّت) اس حد تک کرنا کہ سننے والے کو انتہا معلوم ہو۔ اس مرحلے میں عقل وعادت سے قربت بھی لازم نہیں۔ مثال :

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بُھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر (انیسؔ)

اُس غیرتِ ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا لپک جائے ہے، آواز تو دیکھو (مومنؔ)

۱۳۔ مراعات النظیر : چند ایسی چیزوں کا ایک جگہ بیان کرنا جن میں تضاد کے سوا کسی اور طرح کی مناسبت ہو۔ مثال:

خط بڑھا، زلفیں بڑھیں، کاکُل بڑھے، گیسو بڑھے
حُسن کی سرکار میں جتنے بڑھے، ہندو بڑھے (ذوقؔ)

۱۴۔ مکرِ شاعرانہ : کوئی بات ایسی کہی جائے جس کا اصل مقصد کچھ اور ہو اور ظاہر کچھ اور ہوتا ہو۔ مثال :

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

۱۵۔ ہجوِ ملیح : کسی شخص یا چیز کی ہجو ایسے الفاظ میں کرنا جن سے بہ ظاہر ہجو نہ معلوم ہو بلکہ تعریف کا کوئی پہلو جھلک جائے۔ مثال :

عدالت ان دنوں ایسی بڑھائی ہے زمانہ نے
کہ شمشیر و گلو پیتے ہیں اک ہی گھاٹ پر پانی (منیر شکوہ آبادی)

۱۶۔ سیاق الاعداد : اعداد کا ذکر ترتیب یا بلا ترتیب آئے۔ مثال :

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار (غالبؔ)

۱۷۔ محتمل الضدّین : کسی کلام میں دو متضاد معنوں کا یکساں استعمال ہونا، اس طرح سے کہ کسی معنی کو ترجیح نہ دے سکیں۔ مثال :

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا (غالبؔ)

۱۸۔ تلمیح : شعر میں کسی تاریخی واقعے کا بیان تلمیح کہا جاتا ہے۔ مثال :

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا (غالبؔ)

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی (اقبالؔ)

۱۹۔ تلمیع : شعر میں یہ التزام کہ ایک ساتھ دو زبان کے مصرعے آزادانہ طور پر مستعمل ہوں۔ مثال :

بہارِ زندگی برباد کردی
قیامت اے دلِ ناشاد کردی

۲۰۔ تفریق : شعر میں ایک قسم کی دو چیزوں کا بیان لیکن ان کے درمیان فرق واضح ہو جائے۔ مثال :

ابروے جاناں میں اور کعبے میں ظاہر ہے یہ فرق
یہ خدا کی ہے بنا، بندے کی وہ تعمیر ہے (قلقؔ)

۲۱۔ ایہام (توریہ) : شعر میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جائے جس سے ابتداً معنی میں ایک وہم پیدا ہو۔ اس وجہ سے ایسے اشعار میں عام طور پر دو معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ عموماً ایک قریب کا ہوتا ہے، ایک بعید کا۔ شعرا اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ پہلے جو معنیٰ قاری کے ذہن میں آئے وہ وہی نہیں ہو جو شاعر نے سوچ رکھا ہے۔ مثال :

قبر پر میری لگا یا نیم کا اس نے درخت بعد مرنے کے مری تو قیر آدھی رہ گئی

۲۲۔ صنعتِ عکس : کلام میں الفاظ یا فقرے اس طرح مکرّر استعمال کیے جائیں کہ ان کی ترتیب الٹ جائے۔ مثال :

خفا کیوں صنم ہے، نہیں بھید کھلتا

نہیں بھید کھلتا خفا کیوں صنم ہے (بہادر شاہ ظفر)

رنجش ہی سہی، دل کو دکھانے کے لیے آ

آ پھر سے مجھے بھول کے جانے کے لیے آ (احمد فراز)

۲۳۔ جمع و تفریق : دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو ایک موضوع سے جمع کرنا اور پھر ان میں فرق ظاہر کرنا۔ مثال :

بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا (غالبؔ)

۲۴۔ صنعت سوال و جواب: کسی شعر میں ایک مکمل مکالمہ کی صورت پیدا ہونا یعنی ایک ہی ساتھ سوال و جواب دونوں موجود ہوں۔ مثال :

پوچھا کہ 'طلب' کہا 'قناعت'

پوچھا کہ 'سبب' کہا کہ 'قسمت' (دیا شنکر نسیم)

۲۵۔ حسنِ طلب : کسی چیز کی طلب دل پسند انداز میں کرنا حسنِ طلب ہے۔ کئی بار ایسا محسوس ہوگا کہ شاعر نے کچھ طلب کیا ہی نہیں۔ مثال :

آپ کا بندہ اور پھروں ننگا

آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار (غالبؔ)

۲۶۔ تجنیس: صورت اور تلفظ کے اعتبار سے لفظوں کا مشابہ ہونا لیکن معنی میں مختلف ہونا تجنیس کہلاتا ہے۔ جیسے :

بھیجی ہے جو مجھ کو شہہ جمجاہ نے یہ دال

ہے لطف و عنایات شہنشاہ پہ دال (غالبؔ)

۲۷۔ قافیہ : قافیہ وہ لفظ ہے جو شعر یا مصرع کے آخر میں لیکن ردیف کے پہلے آتا ہے اور دوسرے مصرعے یا شعر میں اُسی جگہ آنے والے لفظ کے ساتھ صوتی مشابہت رکھتا ہے لیکن پوری پوری نقل نہیں کرتا بلکہ اس سے کچھ مختلف ہوتا ہے انھیں ہم آہنگ الفاظ کے بہ طور پہچان سکتے ہیں۔ مثلاً دیوار، سردار، ہار، سنسار

۲۸۔ ردیف : وہ لفظ جو شعر یا مصرعوں کے آخر میں مکرّر آوے، ردیف کہلاتا ہے۔

۲۹۔ حرفِ روی : وہ حرف یا حروف جو قافیے کے آخر میں مکرّر آوے، اسی پر قافیے کی بنیاد ہوتی ہے۔

۳۰۔ کلامِ موزوں : عَروض کے کسی وزن کے مطابق کلام ہو۔ اس لیے کلامِ موزوں کے لیے وزن یا بحر کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً :

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا (غالبؔ)

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے دل ہوا ہے چراغ مفلس کا (محمد تقی میرؔ)

۳۱۔ تقطیع : اصطلاح میں شعر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ارکانِ بحر کے مطابق کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی متحرک کے مقابلِ متحرک اور ساکن کے مقابلے میں ساکن اجزا و حروف رکھے جاتے ہیں۔ تقطیع میں حروفِ ملفوظ کی تعداد اور حرکات و سکون کا اعتبار کرتے ہیں :

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا
ج اس شور سے می ر ر روتا ر رہے گا
ف عولن ر ف عولن ر ف عولن ر ف عولن
فعولن فعولن فعولن فعولن
تو ہم سایہ کا ہے کو سوتا رہے گا
ت ہم سا ر ی کا ہے ر ک سوتا ر رہے گا
ف عولن ر ف عولن ر ف عولن ر ف عولن
فعولن فعولن فعولن فعولن

۳۲۔ مطلع : غزل کا پہلا شعر جس میں دونوں مصرعے ہم قافیہ و ہم ردیف ہوتے ہیں۔

۳۳۔ حسنِ مطلع : مطلع کے بعد اگر غزل میں دوسرا شعر ایسا آئے جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ و ردیف ہوں، وہ حسنِ مطلع کہا جائے گا۔ اِسے 'مطلعِ ثانی' اور 'زیبِ مطلع' بھی کہتے ہیں۔

۳۴۔ مقطع : غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص پیش کرتا ہے۔

۳۵۔ سبب : دو حرفی لفظ کو سبب کہتے ہیں۔ جیسے : دم، تن وغیرہ۔

۳۶۔ وتد : سہ حرفی لفظ کو وتد کہتے ہیں۔ جیسے : چمن، قلم وغیرہ۔

۳۷۔ فاصلہ : چہار حرفی لفظ کو فاصلہ کہتے ہیں۔ جیسے : سجنی، علوی وغیرہ۔

۳۸۔ بحرِ متقارب : فعولن

۳۹۔ بحرِ متدارک : فاعلن

۴۰۔ بحرِ ہزج : مفاعیلن

۴۱۔ بحرِ رمل : فاعلاتن

۴۲۔ بحرِ رجز : مستفعلن

۴۳۔ بحرِ کامل : متفاعلن

۴۴۔ بحرِ وافر : مفاعلتن

URDU GRAMMAR

For Class XI & XII

BIHAR STATE TEXTBOOK PUBLISHING CORPORATION LTD., PATNA
बिहार स्टेट टेक्स्टबुक पब्लिशिंग कॉरपोरेशन लिमिटेड, बुद्ध मार्ग, पटना